خورشید ندیم

# لال مسجد اور جنرل مشرف صاحب کا خطاب

[ لال مسجد کة سانحة پر آنک اشک بار ظلم و بربریت کة اس مظا م کس کا کتنا کردار ، اس کا فیصله تو آŬ والا وقت کر گا، لیکن جو کچ سامنة آیا ، اس کی بنا پر ان لوگوں کی رائة زیاد قرین حقیقت معلوم هوتی جو اس کی ذمه داری حکومت پر عائد کرتة هیں ـــ الله سة دعا که و اس قوم کو ایسة حادثوں سة آیند محفوظ رکة آمین

که جناب خورشید ندیم کة کا شذر جو انوں Ŭ اس حادثة کة موقع پر تحریر کیا تا اس م انوں Ŭ اپنة زاویة سة اس حادثة پر تبصر کیا اس واقعة کة بار م ان کی کسی رائة یا کسی تجزیة سة اختلاف هو سکتا ، مگر اس کة پس منظر اور پیش منظر کة حوالة سة جو سوالات انوں Ŭ ا ائة هیں ، و سب کة لیة قابل غور هیں مدیر]

۱۰ جولائی کی شام کچ اس طرح اتری که رنج و ا کة سایة اس کی تاریکی م اضافه کر گئة م ری زندگی م ایسة لمحات بهت کم آئة هیں ، جب غم اور غصه یوں با مل گئة هوں غم کة اسباب تو واضح تة تا اس کا تعین مشکل تا که اس غصة کا مخاطب کون کوئی ایک یا و سب جنوں Ŭ اپنة نظریات، خیالات، طرز عمل، بة حسی یا پر نا ا ی سة معصوم بچوں اور دین سة محبت رکنة والوں کو موت کی وادی م د کیل دیا دو دن بعد جب م Ŭ لی وژن پر عبدالرشید غازی کو موت کی آغوش م سوتة دیکیا تو که منظر اداسی م اور اضافه کر گیا لال مسجد کة تناظر م جنم لینة والة یه مناظر، مدتوں اس قوم کی یادداشت سة محو نه هوسک گة غم اور غصة کا یه تاثر برسوں ان کا پیچا کر گا

اس حادثة کة بعد جنرل پرویز مشرف صاحب Ŭ اپنة خطاب م سب کو اپنة گریبان م جانکنة کی دعوت دی جب و تقریر فرما ر تة تو گمان یهی که انوں Ŭ " سب" م خود کو شامل کیا هو گا، لیکن ان کة خطاب م اس کی کوئی شهادت موجود نه تی البته، دوسروں کة گریبان م جانکنة کة بة شمار شوا ضرور موجود تة یهی آج اس

قوم کا سب سة بؤا المہ رئاستی ادار ، حکومت، علما و مذہبی سیاست دان اور قومی رہنما سب دوسروں کا احتساب کر رہے اور" سب" سة خود کو مستثنیٰ سمجھتة ہے

آج خود احتساب کا مطلب ئہ کہ رئاستی ادار اور حکومت اس سوال پر غور کر کہ اس حادثة کة وقوع پذئر ہوŬ میں اس کا کیا کردار تھا جو ادار آج اللہ کة گھر کو اسلحة سة "پاک" کر کة مشرف صاحب کی تحسین کا مستحق بنا ، اس پر ئہ سوال ابھی تک قرض کہ اللہ کة اس گھر کو اسلحة سة "ناپاک" کس Ŭ کیا تھا؟ ١٨٦٥ء میں دار العلوم دئوبند کی بنیاد رکھنة سة لة کر ١٩٧٩ء کة افغان جہاد تک، کوئی اٹک واقعہ اٹسا نہیں کہ کوئی دئنی مدرسہ بحیثیت ادار کسی عسکری سرگرمی میں ملوث ہوا ہو آخر اچانک وہ کیا تبدئلی آئی جس Ŭ سو سالہ تارئخ کو پلک جھپکنة میں بدل دئا؟ ان بورئا نشینوں کة پاس راتوں رات دنیاوی وسائل اور اسلحہ کہاں سة آئا؟ آج مدرسہ کلچر میں جو غیر معمولی تبدئلی آئی ، رئاستی ادار کہاں تک اس کة ذمہ دار ہے ؟ اسی طرح اس سوال کا جواب بھی ابھی تک نہیں مل سکا کہ وہ غیر ملکی دہشت گرد کہاں ہے ، جو اس مدرسة میں پناہ گزئن تھے؟ طارق عظیم صاحب اور عبدالرشید غازی صاحب کة مابین گفتگو کی جو ٹیپ حکومت Ŭ جاری کی ، اس سة معلوم ہوتا کہ بات پر اتفاق تھا اس کة باوجود قتل عام کو کیوں ناگزئر سمجھا گیا؟

آج خود احتساب کا مطلب ئہ کہ علما کرام اور دئنی مدارس کة ذمہ داران اس پر غور کرئأ کہ جن لوگوں Ŭ مدرسة کی سو سالہ تارئخ سة انحراف کیا، ان کة ساتھ انکا معاملہ کرنا چاہئة؟ مدرسة کة قیام کا بنیادی مقصد دئنی رواٹت کی حفاظت اور اٹک مسلمان معاشرہ کی مذہبی ضرورئات کی تکمیل ، جس میں دئنی تعلیم کی ضرورت بھی شامل مدرسة Ŭ اس ذمہ داری کو کہاں تک نبھائا؟ لال مسجد میں موجود اسلحة کة بارے میں حکومتی دعووں کی تکذئب کة باوجود، اس سة کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ عبدالرشید غازی صاحب اپنة ساتھیوں کة ساتھ مسلح تھے اور انہوں Ŭ ہتھیار پھینکنة سة انکار کیا جس Ŭ ہتھیار اٹھائة ہی نہ ہوں، اس کی طرف سة پھینکنة سة انکار اٹک بة معنی بات ئہ طرز

عمل کسی مدرسة کة الگک ذمه دار کة کس حد تک شاگان شان اور آج اس صورت حال کو ک سة تبدگیل ک ا جائة که دگنی مدارس هم شه کی طرح اپنا اصل کردار ادا کرتة رهـ ؟

آج خود احتسا کا مطلب گه که معاشر اس سوال پر غور کر که و دگنی مدارس کو جو وسائل فرا کر ر ، ک ا و ان ی مقاصد کة ل ة صرف هوتة هـ ، جن کة ل ة و الگشار کرتا ؟ هم معلوم که ان مدارس کة زگاد تر وسائل اس معاشر سة جمع هوتة هـ معاشر گه خ ال کرتا که لوگوں کو دگنی تعل م دی جانّ چاه ة اور گهاں الگسة ادار موجود هوں جو اس کی مذهبی ضرورگات کی تکم ل کرگأ م را خ ال که همار سماج م کوئی الگک فرد الگسا نهـ هو گا جو ان مدارس کی اس ل ة معاونت کرتا هو که و برائی کو ت سة م انّ کة ل ة نکل گیا ملک م اس م کة س اسی غلبة کی جدوجهد کرگأ ک ا معاشر اس بار م سوچنة کة ل ة ت ار که و ان ی مدارس کی مدد کر جو اپنا اصل فرگضه سر انجام د ر هـ اور ان مدارس سة تعاون نه کر جو اس فرگضة سة انحراف کر ر هـ ؟ سماج کو اس سوال پر ی غور کرنا هو گا که آج کس طرح کی دگنی تعل م اس کی ضرورت

آج حکومت اور رگاستی اداروں کا معامله گه که و اس حادثة کی تمام تر ذمه داری غازی برادران اور ا مدرسه پر ڈال ر هـ و تمام سوالات جن کا م ںّ ذکر ک ا اور جو آج قومی م إگیا م تواتر اور شدت کة ساتھ ا ائة جا ر هـ ، حکومتی الگوانوں م ان کا کهـ ذکر نهـ جنرل پروگز مشرف صاحب کا قوم سة خطاب اس کی سب سة بڑی گواهی اس بار م حکومتی تکبر کا گه عا که و کسی مطالبة کو اهم ت دگنة پر آماد نهـ ١٢ مئی کو جب کراچی م قتل عام هوا اور تمام سول سوسائ ی ںّ اس کی تحق قات کة ل ة عدالتی کم شن کة ق ام کا مطالبه ک ا تو مشرف صاحب ںّ حقارت کة ساتھ ب ک جنبش قلم اسة مسترد کر دگیا اب الگک بار پ ر گه مطالبه هو ر که لال مسجد کة حادثة کی غ ر جانب دارانه تحق قات کة ل ة ی الگک عدالتی کم شن بنائگا جائة تا دم تحرگر حکومت خاموش اور امکان گهی که اس مطالبة کا انجام ی پهلة مطالبة کی طرح هو گا، گعنی

گه خون خاک نشـ نان ت ا جو رزق خاک هوا

علما اور دکنی مدارس کۃ منتظم ن ی حکومت ھی کو اس سانحۃ کا ذمہ دار قرار د ر ھ اور اس کۃ خ ف احتجاج کر ر ھ م ر علم کی حد تک علما اور وفاق المدارس کا کوئی الگ اج س الگسا نھ ھوا جو اس پر غور کرتا کہ اس حادثۃ لؔ دکنی مدارس کۃ مستقبل پر ک ا اثرات ڈالۃ ھ اور ان اداروں کو خالصتاً مذھبی تعل م کۃ ادار بناںؔ کۃ ل ۃ ک ا اقدام ک ۃ جائ اسی طرح مستقبل م اس نوع ت کۃ واقعات کا ک سۃ سدباب ھو سکتا علما اور دکنی مدارس کۃ منتظم ن لؔ گہ موقف اختی ار ک ا کہ لال مسجد والوں کۃ مطالبات درست ھ ، ل کن طرگفۂ کار غلط م اس نقطۂ نظر کو کب ی سمج نھ سکا کوئی فرد گا گرو جب اپنی حدود سۃ تجاوز کر کۃ کوئی مطالبہ کرتا ، تو و درست ک سۃ ھو سکتا ؟ دکنی مدارس کا کام دکنی تعل م کا فروغ اور اس کی روائت کا علمی دفاع اس م کا س اسی غلبہ گا نفاذ اس م، ان کا م نإگ نھ اگر دکنی مدرسۃ سۃ متعلق کوئی آدمی سمج تا کہ اس وقت گہ کام ضروری تو اسۃ مدرسہ چ وڑ کر کوئی س اسی جماعت بناںؔ چاھ ۃ گا پھلۃ سۃ موجود کسی س اسی جماعت م شامل ھو جانا چاھ ۃ مدرسۃ کا فورم اس کام کۃ ل ۃ نھ ھوتا گہ بالکل الگسۃ ھی کہ ج سۃ کل قائداعظم گونہ ورس ی گا پنجاب گونہ ورس ی کۃ اساتذ کا کوئی گرو ا ۃ اور گہ مطالبہ شروع کر د کہ پاکستان کو الگ س کولر رگاست ھونا چاھ ۃ گا و طلبا کا الگ جت ا منظم کر اور کسی مدرسۃ گا دکنی دعوت کۃ ادار پر پل پؤ جو اس کۃ خ ال م ملک کۃ س کولر تشخص کو مجروح کر ر اگر کوئی الگسا پروف سر ھو گا تو اس سۃ ی گھی کھ گۃ کہ گہ تم ارا منصب نھ تم اگر اس کام سۃ دل چسپی تو درس و تدرگس کو خ ر باد کھو اور کوئی س اسی جماعت بنا گا پ ر پ پلز پار ی م شامل ھو جا دن ا م کام کۃ آداب اور حدود ھوتۃ ھ ان سۃ تجاوز ھی کسی موقف کۃ غلط ھوںؔ کۃ ل ۃ کا نفاذ اس م کا مطالبہ قاضی حس ن احمد اور مولانا فضل الرحمن کر ر ھ و اسی کام کۃ ل ۃ بننۃ والی جماعتوں م شامل ھ اور ان کۃ اس حق سۃ کسی کو اصولی اخت ف نھ ھو سکتا اسی طرح ماضی م جب ش خ الھند مولانا محمود الحسن لؔ ملت کۃ س اسی وجود کۃ ل ۃ کام کرنا چا تو جمع ت علما ھند کۃ فورم

کو استعمال کرنا، دار العلوم دیوبند کو اس کا مرکز نہیں بنانا آج مسئلہ یہ نہیں کہ نفاذ اسلام کا مطالبہ غلط تھا صحیح نہیں، مسئلہ یہ ہے کہ جو لوگ مطالبہ کر رہے ہیں، کیا ملکی قانون، سماجی اخلاقیات اور شریعت کا اسلوب یہ حق دیتا ہے؟

سول سوسائٹی میں معلوم ہوتا ہے کہ ابہام کا شکار صرف حکومت کا حامی اور کوئی لال مسجد والوں کا آج اس کا اصل کام یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے دینی مدارس کس حد تک اپنی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں، جن کے لئے وجود میں آئے ہیں اور کیا سماجی سطح پر کوئی ایسا طریقۂ کار وضع کیا جا سکتا ہے، جس سے معاشرہ ان کی نگرانی کی ذمہ داری ادا کر تاکہ وہ اپنے مقاصد سے انحراف نہ کریں اسی طرح آج معاشرہ کو جس دینی تعلیم کی ضرورت ہے، اس کے لئے اسے کیا کرنا چاہئے

جنرل مشرف صاحب کو اگر آج ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنے کا مشورہ دیا تو سب کو اس کا خیر مقدم کرنا چاہئے، لیکن اس پر عمل کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے خود اپنی مثال پیش کریں اور اس کا آغاز اس ادارے سے کریں جس کے وہ اس وقت آئینی سربراہ ہیں اور جس کی انہوں نے وردی پہنا رکھی ہے

---